اذانِ مغرب کے بعد دو رکعت نمازِ نفل

اور دو یا تین منٹ تاخیر کی شرعی حیثیت

ادارہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ:

۱:......اذانِ مغرب کے بعد دو رکعت نمازِ نفل پڑھنے کی عند الاحناف کیا حیثیت ہے؟

۲:......کتبِ احناف کی تصریحات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اذانِ مغرب کے بعد جماعت کھڑی کی جائے گی، کیونکہ اس میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

۳:......جبکہ آج کل بہت سی مساجد میں اذانِ مغرب کے بعد دو یا تین منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہے، فقہ حنفی کی رو سے اس کی کیا حیثیت ہے؟

۴:......کیا تکثیرِ جماعت یا لوگوں کو مسبوق ہونے سے بچانے کے لیے مغرب کی جماعت کھڑی کرنے میں دو یا تین منٹ کی تاخیر کی جا سکتی ہے؟

۵:......جن مساجد میں دو یا تین منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے، وہاں اگر کوئی حنفی المسلک شخص (اس وقفے میں) دو رکعت نفل نماز پڑھنا چاہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مستفتی: مولوی محمد عمران عثمان

الجواب حامدًا و مصليًا

۱:......مغرب کی نماز سے قبل دو رکعت نفل نماز پڑھنا سنت نہیں ہے اور اُن کو سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے اُن کو سنت سمجھ کر پڑھنے کو ناپسند فرمایا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

’’عن عبد اللّٰہ بن بريدةؓ قال: حدثني عبد الله المزنيؓ عن النبي ﷺ قال: صلُّوا قبل صلاة المغرب ، قال في الثالثة: لمن شاء ، كراهيةَ أن يتخذها الناس سنةً۔‘‘

(کتاب التہجد، باب الصلاۃ قبل المغرب، ج:۱،ص:۱۵۸، ۱۵۷، ط: قدیمی)

نیز آنحضرت ﷺ اور خلفائے اربعہؓ سے مغرب سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت نہیں۔ سنن ابوداؤد میں ہے:

’’عن طاؤسؒ قال: سئل ابن عمرؓ عن الركعتين قبل المغرب ، فقال: ما رأيتُ أحداً

على عهد رسول الله ﷺ يصليهما، ورخص فى الركعتين بعد العصر۔‘‘
(کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ قبل المغرب، ج:۱،ص:۱۹۰، ط: رحمانیہ)

’’كتاب الآثار برواية الإمام محمدؒ‘‘ میں ہے:

’’عن حمادؒ قال: سألت إبراهيم عن الصلاة قبل المغرب، فنهانى عنها وقال: إن النبى ﷺ وأبابكرؓ وعمرؓ لم يصلوها، قال محمدؒ: وبه نأخذ، إذا غابت الشمس فلا صلاة علىٰ جنازة ولاغيرها قبل صلاة المغرب، وهو قول أبى حنيفة رضى الله عنه۔‘‘ (کتاب الصلاۃ، باب مایعاد من الصلاۃ وما یکرہ منہا، ج:۱،ص:۳۷۴،بتحقیق الشیخ ابی الوفاء الأفغانی رحمۃ اللہ علیہ، ط: دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

’’كشف الأستار عن زوائد البزّار للهيثمى‘‘ میں ہے:

’’عن عبد الله بن بريدةؓ عن أبيه أن النبى ﷺ قال: بين كل أذانين صلاة إلا المغرب۔‘‘
(ابواب صلاۃ التطوع، باب بین کل أذانین صلاۃ، ج:۱،ص:۳۳۴، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

’’الدر المختار‘‘ میں ہے:

’’وكره نفل...... وقبل) صلاة (المغرب) لكراهة تاخيره إلا يسيراً. وفى الرد: (قوله: وقبل صلاة المغرب) عليه أكثر أهل العلم، منهم أصحابنا ومالك، وأحد الوجهين وغيرهما مما يفيد أنه ﷺ كان يواظب على صلاة المغرب بأصحابه عقب الغروب ...... روى عن محمدؒ عن أبى حنيفة عن حمادؒ: أنهٗ سأل إبراهيم النخعىؒ عن الصلاة قبل المغرب، قال: فنهى عنها، وقال: إن رسول الله ﷺ وأبابكرؓ وعمرؓ لم يكونوا يصلّونها۔‘‘ (کتاب الصلاۃ، مطلب: یشترط العلم بدخول الوقت، ج:۱،ص:۳۷۴،۳۷۶، ط: سعید)

باقی رہی وہ روایات جن میں مغرب سے قبل دو رکعت کا ذکر ہے تو مذکورہ بالا روایات کی بنا پر ان پر عمل جائز نہیں، اس لیے کہ اصولیین کے ہاں یہ ضابطہ ہے کہ جب حدیثِ مرفوع پر عمل نہ کرنے پر اتفاق ہوجائے تو یہ اس کے ضعف کی علامت ہوتی ہے، (خصوصاً جبکہ اس کے بالمقابل صحیح روایات بھی موجود ہیں) یا پھر یہ روایات نمازِ مغرب میں جلدی کرنے کے حکم سے پہلے پر محمول کی جائیں گی۔ ’’رد المحتار‘‘ میں ہے:

’’وقال القاضى أبوبكر بن العربىؒ: اختلف الصحابةؓ فى ذٰلك ولم يفعله أحد بعدهم، فهٰذا يعارض ما روى من فعل الصحابة ومن أمرهٖ صلى الله عليه وسلم بصلاتهما، لأنهٗ إذا اتفق الناس على ترك العمل بالحديث المرفوع لايجوز العمل به، لأنهٗ دليل ضعفه علىٰ ما عرف فى موضعه، ولو كان ذٰلك مشتهراً بين الصحابة لما خفى على ابن عمرؓ، أو يحمل ذٰلك علىٰ أنهٗ كان قبل الأمر بتعجيل المغرب، وتمامهٗ فى شرح المنية۔‘‘ (کتاب الصلاۃ، مطلب: یشترط العلم بدخول الوقت، ج:۱،ص:۳۷۶، ط: سعید)

۲،۳،۴: ......اذان کے بعد تاخیر مغرب کے تین درجات ہیں:

۱:- دو رکعت سے کم تاخیر، یہ مکروہ نہیں۔

۲:- دو رکعت کے بقدر یا اس سے زائد تاخیر کرنا، لیکن ستاروں کے طلوع وظہور سے قبل نماز پڑھنا، اتنی تاخیر مکروہِ تنزیہی ہے۔

۳:- اتنی تاخیر کرنا کے ستارے ظاہر ہو جائیں، یہ مکروہِ تحریمی ہے۔ ’’الدر المختار‘‘ میں ہے:

’’(و) تعجيل (مغرب مطلقًا) وتاخيرهُ قدرَ ركعتين يكره تنزيهاً. وفي الرد: (قوله: يكره تنزيهاً) أفاد أن المراد بالتعجيل أن لايفصل بين الأذان والإقامة بغير جلسة أو سكتة على الخلاف، وأن ما في القنية من استثناء التاخير القليل محمول علىٰ ما دون الركعتين، وأن الزائد على القليل إلى اشتباك النجوم مكروه تنزيهاً، وما بعدهٗ تحريماً إلا بعذر، قال في شرح المنية: والذى اقتضته الأخبارُ كراهةَ التاخير إلى ظهور النجم، وما قبلهٗ مسكوت عنه، فهو على الإباحة وإن كان المستحبُ التعجيلَ۔‘‘ (کتاب الصلاۃ، مطلب: فی طلوع الشمس من مغربہا، ج:۱،ص:۳۷۰، ۳۶۱، ط:سعید)

نیز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات کے بقدر فصل کیا جاسکتا ہے، جبکہ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اتنی دیر ٹھہرا جاسکتا ہے جتنا دونوں خطبوں کے درمیان خطیب بیٹھتا ہے۔ ’’البحر الرائق‘‘ میں ہے:

’’(قوله: ويجلس بينهما إلا في المغرب) أي ويجلس المؤذن بين الأذان والإقامة على وجه السنّية إلا في المغرب فلا يسنّ الجلوس بل السكوت مقدارَ ثلاث خطوات، وهٰذا عند أبي حنيفة، وقالا: يفصل في المغرب بجلسة خفيفة قدرَ جلوس الخطيب بين الخطبتين، وهي مقدار أن تتمكن مقعدتهٗ من الأرض بحيث يستقر كل عضو منه في موضعه۔‘‘ (کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج:۱،ص:۲۶۱، ط:سعید)

’’فتاویٰ عالمگیری‘‘ میں ہے:

’’واختلفوا في مقدار الفصل فعند أبي حنيفة رحمه الله: المستحب أن يفصل بينهما بسكتة يسكت قائماً ساعة ثم يقيم ومقدار السكتة قدر ما يتمكن فيه من قراءة ثلٰث آيات قصار أو أٰية طويلة، وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة مقدار الجلسة بين الخطبتين۔‘‘ (کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی فی کلمات الأذان، ج:۱،ص:۵۷، ط:رشیدیہ)

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ دو منٹ سے کم کے فصل کی گنجائش ملتی ہے، اس سے زیادہ مکروہ ہے۔

۵:...... سابقہ تفصیل سے واضح ہوگیا کہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک مغرب کی فرض نماز سے قبل نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کسی مسجد میں دو تین منٹ یا زیادہ تاخیر ہوتی ہو، تب بھی حنفی مقلد کے لیے وہاں نوافل پڑھنا مکروہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبد السلام	محمد انعام الحق	محمد یاسر عبد اللہ

تخصصِ فقہِ اسلامی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

۲۰-۰۸-۱۴۳۳ھ 11-7-2012ء